بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۔ أَمَّا بَعْدُ:

061: باب 29- حصہ اول- ستاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[آیت(الواقعۃ:82)،(مسلم:934)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کا درس جاری ہے اور آج کے درس میں ایک نئے باب کا آغاز کرتے ہیں۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب ما جاء في الإستسقاء بالانواء" ستاروں سے بارش طلب کرنے کے متعلق شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب باندھا ہے اور اس باب کا تعلق پچھلے باب سے بھی ہے جس میں علم نجوم کی شرعی حیثیت کے متعلق ہم نے بات کی تھی کہ علم نجوم کیا ہے، ستاروں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا ہے اور کیا حکمت ہے، بعض لوگوں نے اس ستاروں سے کس طریقے سے غلط عقائد بنا رکھے ہیں اُن غلط عقائد میں سے ایک غلط عقیدہ یہ ہے کہ ستاروں سے یا ستاروں کی وجہ سے بارش برستی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رزق کی فروانی ہوتی ہے، الغرض کہ ان ستاروں سے اس دنیا میں یا کائنات میں اثر ہوتا ہے بعض لوگوں کے لیے یہ خیر ہوتا ہے بعض لوگوں کے لیے شر ہوتا ہے۔

یہ مسئلہ جو ہے یا یہ عقیدہ جو ہے یہ جاہلیت کے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے اسلام سے پہلے جاہلیت میں یہ نظریہ موجود تھا کہ یہ تارے جو ہیں یہ نفع و نقصان کے مالک ہیں، اِن تاروں کی وجہ سے بارشیں ہوتی ہیں، رزق نازل ہوتا ہے اور بعض لوگوں کے لیے خیر کا باعث ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کے لیے شر کا باعث ہوتے ہیں۔

جب اسلام آیا تو اسلام نے اس باطل نظریئے کی مذمت کی اور تفصیل کے ساتھ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلے کو بیان کیا اور جب ستاروں سے اس عقیدے کو دور کیا اور یہ وضاحت کی کہ یہ باطل عقیدہ ہے کہ تاروں سے بارش طلب نہیں کی جاتی تو اس کا ایک alternate بھی دیا اُس کی جگہ پر جو شرعی طریقہ ہے وہ بھی بیان کیا۔ شرعی

طریقہ کیا ہے جب بارش نہیں برستی اور قحط سالی ہوتی ہے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے تو کیا کرنا ہوتا ہے ؟صلاۃ الاستسقاء(بارش طلب کرنے کی نماز)۔

لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ باطل نظریات آج بھی موجود ہیں اور ہر زمانے میں موجود تھے جیسے جیسے زمانہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بہترین زمانے سے دور ہوتا گیا علم کم ہوتا گیا، مسلمان شریعت کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے اور آہستہ آہستہ ان کے اندر باطل اور مشرکانہ عقائد پیدا ہوئے اور ان مشرکانہ اور باطل عقائد کی بنیاد پر بعض لوگوں نے اپنی زندگی بسر کرنا شروع کی ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی دعوت بھی دی ہے لوگوں کو کہ یہ طریقہ حق ہے کہ یہ جو تارے ہوتے ہیں یا علم النجوم جو ہے وہ خیر کا باعث ہوتا ہے، آپ نے شادی کرنی ہے بیاہ کرنا ہے سفر کرنا ہے تو ایسے نجومی موجود ہیں بڑے عالم موجود ہیں بنگالی بابا جیسے بڑے بڑے لوگ موجود ہیں اُن سے رجوع کریں یہ لوگ آپ کو قسمت کے متعلق بتائیں گے کہ آپ کا تارا گردش میں ہے یا نہیں تو اس کے مطابق آپ جو ہے شادی کریں شادی کی تاریخ متعین کریں یا سفر کریں یا فلان کاروبار کریں یا نہ کریں!

تو یہ دیکھا گیا ہے آج کل کے زمانے میں یہ مسئلہ اتنا بڑھ چکا ہے کہ بہت سارے لوگوں کے دل جو ہیں وہ ان نجومیوں کے ساتھ جڑ چکے ہیں اور ان باطل اور کفریہ عقائد کو اپنے سینے میں رکھتے ہیں اور نہ جانے کتنے لوگ اس دنیا سے جا چکے ہیں ان باطل عقائد کو اپنے سینے میں دفن کیے ہوئے۔

تو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے اس باب کو باندھا ہے اس باطل عقیدے کو دور کرنے کے لیے جو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ کے زمانے میں بھی موجود تھا اور آج ہمارے زمانے میں بھی موجود ہے اور نہ جانے کتنے زمانے تک یہ باطل عقائد موجود رہیں گے۔ دیکھیں جب خیر موجود ہے تو شر بھی موجود ہے یہ دنیا کی حقیقت ہے کہ اس میں خیر بھی ہے شر بھی ہے، دھوپ بھی ہے چھاؤں بھی ہے، خوشی بھی ہے غمی بھی ہے، حق بھی ہے باطل بھی ہے یہ دنیا کی حقیقت ہے۔ آپ اگر چاہیں تو ایک لمحے میں ایک جھٹکے میں باطل کو ختم نہیں کر سکتے نہ آپ شرک اور بدعات کو ختم کر سکتے ہیں اگر کوئی ختم کر سکتا تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کر جاتے اپنے زمانے میں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ختم کر دیتے تو جب اُن سے نہ ہوا یعنی خاتمہ مکمل طور پر نہ ہوا تو پھر آج کوئی بھی انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں ایسا عمل کروں گا کہ شرک اور بدعات اور خرافات کو پورے باطل کو میں مٹا دوں۔ یہ نہیں ہو سکتا!

یہ جنگ جاری رہے گی حق اور باطل کی ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ ہم نے علم حاصل کرنا ہے، اس پر عمل کرنا ہے اس کی طرف دعوت دینی ہے اور صبر کرنا ہے ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے، نصیحت کرنی ہے ﴿بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾(النحل:125) حکمت کے ساتھ، موعظہ حسنہ کے ساتھ اور جدال کا اگر وقت آئے تو "جدال بالتی ھی أحسن" کرنا بہترین طریقے سے کرنا ہے۔

ہمارے اوپر یہ فرض نہیں ہے کہ ہم کسی شخص کو گلے سے پکڑیں اور اسے کہیں کہ اپنے اندر جو بھی باطل عقائد ہیں نکال دے، ہر گز نہیں یہ ہمارا کام نہیں ہے ﴿فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؀ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾(الغاشیہ:21-22) اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ اُن کو نصیحت کیجیے میں نے تمہیں نصیحت کرنے کے لیے بھیجا ہے تم صرف نصیحت کرنے والے ہو ان پر زبردستی کرنے والے نہیں۔

تو نہ تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبردستی کی ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبردستی کی ہے اور نہ ہی علمائے حق نے زبردستی کی ہے سلف صالحین جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے پر چلتے ہیں۔ جو لوگ زبردستی کرتے ہیں وہ لوگ سلف کے راستے سے بالکل ناواقف ہیں اور وہ اپنے نئے راستے ایجاد کرتے ہیں اور اس زبردستی سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگوں کے دلوں کو پھیر دیں گے یا ان عقائد کو ہم ختم کر دیں گے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس باب کا آغاز قرآن مجید کی آیت سورۃ الواقعۃ سے شروع کرتے ہیں، فرماتے ہیں "قَالَ اللهِ تَعَالَىٰ" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾(الواقعۃ:82) (اور تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تکذیب کو اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے)۔

علماء کے اس آیت کے متعلق دو اقوال ہیں، پہلا قول یہ ہے کہ یہ آیت جو ہے یہ بارش کے متعلق نازل ہوئی ہے اور رزق کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور دوسرا علماء کا قول یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے متعلق ہے جیسا کہ آخر میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر بیان کروں گا اور یہاں پر اس وجہ سے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جزم نہیں کیا کہ تاروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ تاروں کا بارش سے کوئی تعلق ہے کفر کا لفظ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال نہیں کیا تبویب میں یہ نہیں فرمایا کہ تارے اور بارش طلب کرنا کفر ہے یاد رکھیں اور یہاں پر بعض کتابوں میں جو ترجمہ ہے ان میں نظر ثانی کی میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت ہے کیونکہ میرے پاس یہ جو کتاب ہے غایۃ المرید میں جو شرح

کتاب التوحید ہے یہاں پر جو باب باندھا ہے اس بات کے متعلق جو ترجمہ ہے اس میں لکھا ہے کہ ''ستاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے''۔

تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفر نہیں کہا کتاب میں، عربی کا جو ٹیکسٹ ہے اس میں کفر کا لفظ نہیں ہے اور اس کی یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے متعلق علماء کے دو اقوال ہیں مفسرین کے ، ایک قول یہ ہے کہ بارش کے متعلق ہے جن لوگوں نے تاروں سے بارش کا عقیدہ رکھا وہ تو کفر ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس آیت کے متعلق جو دوسرا قول ہے کہ یہ قرآن مجید کے متعلق نازل ہوئی ہے تو اس میں بارش کا تعلق ہے نہیں تو اس میں کفر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تفصیل آگے بیان کروں گا ان شاءاللہ میں اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ جو لوگ ترجمہ کرتے ہیں عربی ٹیکسٹ کا اگرچہ ترجمے کی دو قسمیں ہیں، ایک تو لفظی ترجمہ ہوتا ہے ایک معنوی ترجمہ ہوتا ہے معنی کے اعتبار سے تو اس معنی کے اعتبار سے جو ترجمہ ہو تو تھوڑی سی احتیاط کیا کریں ترجمے میں کیونکہ یہ امانت ہے علمی امانت ہے بعض لوگ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے بڑا اچھا کام کرتے ہیں ترجمہ بھی اچھا کرتے ہیں لیکن بعض اوقات جب معنوی ترجمہ کرتے ہیں تو اس معنی سے تھوڑا سا بڑھ کر تھوڑا سا ہٹ کر ترجمہ کرتے ہیں۔اگرچہ یہ بات درست ہے کہ تاروں سے بارش طلب کرنے کا عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے (تفصیل میں بیان کروں گا) لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفر کا لفظ استعمال نہیں کیا میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ شیخ صاحب نے کیوں نہیں کیا۔

اس آیت کریمہ میں بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اپنا خیر اور رزق جو ہے وہ غیر اللہ سے توقع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور چیزیں ہیں جو رزق عطا فرماتی ہیں جن سے رزق منسلک ہے جڑا ہوا ہے اور اُن میں سے ایک گروہ نے یہ کہا کہ جب بارش برستی ہے اور زندگی ملتی ہے زمین کے اوپر اس بارش کی وجہ سے وہ یہ کہتے ہیں کہ تاروں کی وجہ سے یہ بارش ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے اپنا رزق میرے غیر کے سپرد کر دیا ہے بے شک تم لوگ جھوٹے ہو جھوٹ بولنے والے ہو۔یہ عقیدہ غلط اور باطل ہے۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم فوائد ہیں جو اہم پیغام ہیں:

1۔خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکے ہیں۔

2۔ بارش کو رزق بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں پر بارش کا لفظ تو نہیں ہے ﴿وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ﴾ بارش کا لفظ ہے؟ مطر کا لفظ ہے؟ عربی میں بارش کو مطر کہتے ہیں تو یہاں پر تو رزق کا لفظ ہے، لیکن عربی زبان میں بارش کو رزق بھی کہا جاتا ہے۔ وجہ جانتے ہیں؟ کہ رزق کی اصل بنیاد بارش ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا غور کریں ﴿وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ﴾(الانبیاء:30) اللہ تعالی فرماتے ہیں (کہ پانی سے ہم نے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا ہے)۔ پانی ہی تو زندگی ہے پانی نہیں تو زندگی نہیں ہے۔

اس لیے آپ دیکھتے ہیں سائنسدان جو ہیں آج کل مارس (Mars) پر جانا چاہتے ہیں Planet Mars جو ہے وہاں جانا چاہتے ہیں (مریخ پر جانا چاہتے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر زندگی ناممکن ہے۔ وجہ کیا ہے جانتے ہیں؟ پانی نہیں ہے اور پانی کی کھوج میں اتنی وہ کوشش کر رہے ہیں کہ کہیں پر ایک نقطہ پانی کا نظر آ جائے ایک بوند نظر آ جائے پانی کی اگر اس کا مطلب ہے زندگی وہاں پر ہو سکتی ہے۔

جب پانی نہیں تو زندگی نہیں ہے اور رزق وہ چیز ہے جو انسان کی زندگی کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ کھانے کی شکل میں یا پینے کی شکل میں ہو یا لباس کی شکل میں ہو تو یہ سارے رزق ہیں جن سے انسان کی زندگی کی بنیاد برقرار رہتی ہے یا اس کی زندگی کی برقراری کو آسان کر دے یعنی بنیادی طور پر یا آسانی کے لیے ہے۔

اب جب لباس ہم پہنتے ہیں اگر نہ ہو تو انسان مر جاتا ہے کیا؟! لیکن زندگی کو آسان کر دیتا ہے۔ اسی طریقے سے جو گلاس بنتے ہیں یا پلیٹیں بنتی ہیں ان کے بغیر بندہ مر نہیں جاتا لیکن کھانے کے لیے آسانی ہو جاتی ہے یعنی آپ ہاتھ سے پانی پیئں اور گلاس میں پانی پیئں، یا ہاتھ سے پانی نکالیں اور مٹکے سے پانی نکالیں تو یہ جو چیزیں ہیں جو انسان نے بنائی ہیں یہ ساری رزق ہیں انسان کے لیے۔ ان کی بنیاد کیا ہے؟ بارش ہے۔

اس لیے سبحان اللہ آپ دیکھیں دو چیزیں ہیں جن کے متعلق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو رد نہ کیا جائے روکنے کے لیے انسان دعا نہ کرے کہ یہ رُک جائیں یا یہ تبدیل ہوں:

ا۔ بارش "اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا" (اے اللہ تعالی! ہمیں بارش عطا فرما)۔ جب بارش آ جائے تو کہا جاتا ہے "اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا" (اے اللہ تعالی! خیر کی بارش ہو نفع بخش بارش ہو)۔ جب زیادہ ہو جائے یہ کبھی نہ کہنا کہ بارش رُک جائے "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا" (کہ اللہ تعالی ہمارے ارد گرد اس بارش کو بھیج دیں ہمیں کافی ہو چکی ہے)۔

"حَوَالَيْنَا" کیوں ؟ کیونکہ ہو سکتا ہے ہمارے قریب جو جانور ہیں یا جو لوگ جو بستیاں رہتی ہیں اُن کو بارش کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ اس بارش کو وہاں پر بھیج دے اُن کے لیے بھیج دے۔

اچھا جب وہ فُل ہو جائیں کافی ہو جائے وہ کیا کہیں گے کہ رُک جائے ؟ وہ کہیں گے "اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا" پھر وہ دعا کریں گے کہ ساتھ والی جگہ پر چلی جائے، پھر وہ دعا کریں گے ساتھ والی جگہ پر۔ اب زمین گلوب کی شکل میں اب یہاں سے شروع ہوئی اب بارش چلتی جائے گی پھر وہ وہاں پر دوبارہ آجائے گی۔ سبحان اللہ۔

۲۔ ایک تو بارش کے متعلق رُکنے کی دعا نہیں کی جاتی اور دوسری کوئی جانتا ہے ؟ دودھ، دودھ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (انسان اگر کوئی چیز کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بھی اچھا عطا فرما (آپ کھجور کھاتے ہیں کوئی کھانا کھاتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بھی اچھا رزق عطا فرما) لیکن جب انسان دودھ پیئے تو یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطا فرما اور عطا فرما)۔ یعنی دودھ جو ہے دودھ کی زیادتی کی یعنی زیادہ ملنے کی انسان دعا کرتا ہے اور باقی جو رزق ہے دودھ کے علاوہ اس سے بہتری کی اس کا مطلب یہ ہے کہ دودھ سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے۔

اس لیے آپ دیکھیں بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کی ابتدائی غذا کیا ہوتی ہے ہم سب کیا پیتے ہیں ؟ دودھ ہی پیتے ہیں دودھ نہ ہو بقاء ہے کیا؟ کوئی زندہ رہ سکتا ہے کیا خیال ہے ؟ دودھ دنیا سے نکال دیں کوئی زندہ رہ سکتا ہے کوئی انسان یا جانور ؟ نہیں زندہ رہ سکتا۔ اس لیے دودھ اور بارش سبحان اللہ یہ زندگی کی بنیاد ہیں (ان دونوں میں) بارش سے رزق ملتا ہے اور سب سے اچھا رزق دودھ ہے۔ سبحان اللہ۔

بھائی یہ فرما رہے ہیں کہ دنیا میں ایک مہم چل رہی ہے کہ دودھ کا خاتمہ ہو یا دودھ سے بچا جائے۔

میں نہیں جانتا کہ یہ کس کی مہم ہے کوئی بے وقوف ہو گا احمق انسان ہو گا یا احمق لوگ ہوں گے ورنہ آج سائنس بھی پروف کرتی ہے آپ ڈبہ کوئی اٹھا لیں جو ڈبے دودھ والے ہیں اُن پر لکھا ہے کہ ماں کا دودھ سب سے اچھا ہے۔ بلکہ وہ تو encourage کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ماں کا دودھ پینا چاہیے۔ اب یہ مہم پتہ نہیں کہاں سے زمین کے نیچے سے ہو گی کہیں پر زمین کے اوپر تو میں نہیں جانتا ایسی کوئی مہم موجود ہو گی جو دودھ سے روکے بلکہ آج تو کافروں نے بھی اور بڑے بڑے سائنسدانوں نے بھی اس کی اہمیت کو قبول کیا ہے کہ دودھ جیسی کوئی غذا بھی نہیں ہے۔ یعنی پیارے پیغمبر صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے تو چودہ سو سال پہلے یہ خبر دی ہے یہ پیشن گوئی دی ہے کہ دودھ سے اچھی کوئی غذا نہیں ہے آج سائنس نے بھی اتفاق کیا ہے بلکہ سائنس چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ دودھ سے اچھی کوئی غذا نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔

3۔ تیسرا جو پیغام ہے کہ کسی بھی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعالَى عَنْهُ" (اور سیدنا أبی مالک أشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) "أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (بے شک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "قَالَ: أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ" (چار ایسی چیزیں ہیں میری امت میں جو جاہلیت کے امور میں سے ہیں جن کو میری امت نہیں چھوڑے گی) سبحان اللہ (۱) "الفَخْرُ بِالأَحْسَابِ" (حسب اور نسب پر اور خاندانی شرف اور فضیلت پر فخر کرنا) (۲) "وَالطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ" (دوسروں کے نسب اور خاندان میں نقص اور عیب نکالنا اور طعنہ زنی کرنا) (۳) "وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ" (اور تاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا) (۴) "وَالنِّيَاحَةُ" (اور نوحہ کرنا)۔ آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ" (نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے نوحہ کرنے سے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے گندھک کی شلوار اور خارش کی قمیض پہنا کر اٹھا جائے گا)۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے صحیح مسلم کی روایت ہے صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو آگاہ کرتے ہیں جاہلیت کے چار امور سے۔

جاہلیت کہتے ہیں اسلام سے پہلے کی حالت کو، جو روئے زمین پر حالت تھی اسلام سے پہلے اسے جاہلیت کہتے ہیں۔

جاہلیت اس لیے کہتے ہیں کہ جہل سے یہ لفظ نکالا گیا ہے کہ ان کی رہنمائی کے کوئی بھی ذریعہ نہیں ہے جو اُن کی عقل کہتی ہے جو اُن کا دل اُن کی ہوا نفس کہتی ہے خواہش نفس جو چاہتی ہے وہی اُن کے لیے اچھا بن جاتا ہے۔ وہی لوگ مردار جانور کھاتے تھے اور کہتے تھے کیا فرق ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے ذبح کرے یہ انسان جو جانور کو قتل کر رہا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ مار دے تو وہ نہ کھائیں ہم لوگ؟! جسے انسان مارتے ہیں وہ کھائیں جسے اللہ مارے وہ نہ کھائیں! تو کیا بہتر ہے کسے کھانا چاہیے جسے انسان قتل کرے یا جسے اللہ قتل کرے؟! جسے اللہ مارتا ہے وہ کھائیں۔ جہالت، اندھیرا!

وہ کہتے ہیں "کیا فرق پڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے خوبصورت عورت کو پیدا کیوں کیا ہے اس لیے کہ اس کی خوبصورتی کو استعمال کریں"۔ کیسے استعمال کریں؟ "زنا کرکے"۔ تو زنا خانے ان کے جو تھے خاص خیمے تھے سُرخ جھنڈی ہوتی تھی اور وہ

زناکاری صرف کرتے نہیں تھے بلکہ کرنے کی دعوت بھی کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جو زنا نہیں کرتا تھا اسے نامرد سمجھتے تھے۔ اپنے بیٹوں کو کہتے تھے جب بالغ ہوتے تھے کہ تم نامرد بن گئے ہو کیا میں نے تمہیں دیکھا نہیں اس خیمے کے ارد گرد؟! باپ بیٹے کو کہتا ہے!

کہتے ہیں،، تکلیفیں دنیا میں موجود ہوتی ہیں تو سکون کے لیے ہم شراب پیتے ہیں تو شراب سے سکون ملتا ہے ''۔ اور شراب آپ تصور کریں قرآن مجید جو نقشہ بیان کرتا ہے شراب پینے کا اس زمانے میں کہ بڑے بڑے مٹکے ہوتے تھے۔ آج بَرمیلیں ہوتی ہیں ناں ہماری حماموں میں (ایسی باتیں، چیزیں حماموں میں اچھی لگتی ہیں)۔ یہ جو بلو کلر کے بَرمیل(barmil) بڑے والے ڈرم جو ہوتے ہیں ایسے ڈرم ہوتے تھے شراب سے بھرے ہوئے اُن ڈرموں سے شراب نکالتے تھے جگوں میں (اکواب میں) بڑے جگ ہوتے تھے پھر ان کو لایا جاتا تھا ایک بڑے برتن میں اُس بڑے برتن میں ڈال کر سب اکٹھے پیتے تھے، ایک یہ طریقہ تھا۔

دوسرا طریقہ تھا پھر چھوٹے گلاس ہوتے تھے اور وہ ایک گلاس میں ڈالتے تھے اور اس ایک گلاس سے سارے، ساتھ لطف اٹھاتے تھے تھوڑا پی پی کر اور جس گھر میں شراب نہ ملتی تھی یا جس مہمان کو شراب نہ پلائی جاتی تھی وہ سمجھتے تھے کہ یہ شخص جو ہے یہ بُرا شخص ہے اور یہ اچھا مہمان نواز نہیں ہے کہ ارے اس کے گھر میں تو شراب نہیں ملتی ۔اندھیرا! اندھیرے ہیں کہ نہیں؟ اس لیے اس دور کو جاہلیت کا زمانہ کہا جاتا تھا۔

وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لیے میں اللہ تعالیٰ کی بات کر رہا ہوں یہ نہ سمجھیں کہ میں اپنی طرف سے بات کر رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، تدبیر کرنے والا، مشکل کشا حاجت روا اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے لیکن غلطی ان کی یہ تھی کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی کرتے تھے اور بتوں بھی کرتے تھے اس لیے مشرک تھے کافر تھے۔ میں ابو جہل، ابو لہب کی بات کر رہا ہوں وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قوم میں پیدا کیا ہے یہ قوم بڑی قوم ہے اور جو اس قوم کی طرف اشارہ کرتا ہے ہم اس کی گردن کاٹ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

ریسیں ہوتی تھیں اونٹوں کی ریس میں اگر کوئی اونٹ جیت گیا مخالف کا اونٹ کو قتل کر دیا، اونٹ کو قتل کیا جنگ شروع ہوئی، جنگ شروع ہوئی تو قومیں تباہ ہو گئیں، ایک اونٹ کی وجہ سے پوری کی پوری قوم تباہ۔

جاہلیت، اندھیرے!

جھوٹ بولنا، دھوکا دینا، سود کھانا عام بات تھی سود کو فائدہ سمجھا جاتا تھا اور جو سود نہیں کھاتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ اچھا بزنس مین نہیں ہے، اس کو پتہ نہیں کہ بزنس کے اصول کیا ہیں تجارت جانتا نہیں یہ شخص۔ کیوں؟ کیونکہ بھئی ایک شخص کو ضرورت ہے پیسہ دو اُس کو اور متعین مدت تک نہ دے تو اس کو زیادہ کرلو، اور وہ دے نہیں سکتا۔

جس شخص نے آپ سے ادھار مانگا ہے اس کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہے وہ پہلے سے ضعیف اور کمزور اور محتاج ہے ورنہ آپ کے سامنے ہاتھ کیوں پھیلاتا وہ، آپ نے مدد تو کردی اچھا کام ہے لیکن یہ شرط رکھنا کہ اگر مہینے کے بعد میری رقم واپس نہیں کی تو اس میں بیس فیصد آپ کو دینا پڑے گا یا اتنا پیسہ زیادہ دینا پڑے گا یہاں پر آپ نے اس کے بوجھ کو ہلکا کیا یا زیادہ کیا؟! اس پر اور آپ نے بوجھ ڈال کر اس کی کمر توڑ دی ہے اور آہستہ آہستہ اگلے مہینے، چھ مہینے، اگلے سال، یہاں تک کہ وہ اس ادھار میں غرق ہو جاتا اور آخر وہ اپنے آپ کو بیچ دیتا، جانتے ہیں کہ غلامی اختیار کرلیتا اور وہ جو شخص ہے وہ اس کا مالک بن جاتا پھر اسے بکریوں کی طرح خریدتا اور فروخت کرتا۔ انسان کو بکریوں کی طرح، جانوروں کی طرح خریدا جاتا تھا اور فروخت کیا جاتا تھا۔ وجہ کیا تھی؟ سود، جاہلیت!

میں نے یہ بات اس لیے تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے کہ آج جب ہم تربیت کی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں "آج کا دور جو ہے وہ بڑا بگڑا ہوا دور ہے ہم بچوں کی اچھی تربیت نہیں کر سکتے، ہم مجبور ہو چکے ہیں"۔ میرے بھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو زمانہ تھا وہ آج کے دور سے کہیں بگڑا ہوا تھا اُس بُرے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہیرے پیدا کیے ہیں جنھوں نے اس پوری دنیا کو روشن کردیا آج اس شریعت کا اثر پوری روئے زمین پر ہے۔ آپ چاہیں تو افریقہ کے جنگلوں میں جا کر دیکھیں، یا آسٹریلیا کے جنگلوں میں جا کر دیکھیں، یا امریکہ کے کسی کونے میں جا کر دیکھیں کسی بستی میں آپ کو وہاں پر بھی کوئی نہ کوئی مسلمان ملے گا وہاں پر بھی لا الہ الا اللہ کی تعلیم وہاں تک بھی پہنچی ہے۔ یہ ان ہیروں کا کام ہے جو اس بگڑے ہوئے دور میں رہتے تھے کہ باپ بیٹے کو کہتا ہے جا کر زنا کرو لیکن بیٹا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے زنا نہیں کرتا تھا۔

آج ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ ہیں جو بیٹے کو کہتے ہیں کہ جا کر زنا کرو؟! آج فحاشی کے اڈے ایسے کھلے ہوئے ہیں جیسے اس زمانے میں تھے؟! آج شراب کیا عام بکتی ہے اور بیٹا، باپ دونوں بیٹھ کر اکٹھے پیتے ہیں؟! وہ بگڑا ہوا زمانہ تھا،

آج بھی بگڑا ہوا زمانہ ہے میں مانتا ہوں لیکن جب وہاں پر اس زمانے میں ہمت کے ساتھ ان جوانوں نے اپنے ربّ کی رضا کے لیے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو اپنا کر صبر کیا تو کیا آج ہم نہیں کر سکتے ؟!

وہی تعلیمات آج ہمارے پاس بھی موجود ہیں قرآن مجید بھی ہمارے پاس موجود ہے، صحیح احادیث کا مجموعہ بھی ہمارے پاس موجود ہے فرق یہ ہے کہ تربیت کرنے والے نہیں ہیں کل تربیت کرنے والے موجود تھے اور جب بھی اس امت میں اچھے تربیت کرنے والے آئے ہیں انہوں نے اس امت کو اٹھایا ہے۔ اچھے مربّی، اچھے بچے، اچھے جوان، اچھا معاشرہ کامیابی ہے۔ رزلٹ کامیابی ہی ہوتا ہے ہمیشہ آپ پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہیں پر آپ کو نہیں ملے گا کہ معاشرہ اچھا ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو اور ذلیل وخوار ہوتا ہو۔ آج ہم ذلیل وخوار اس لیے ہو رہے ہیں کہ آج ہمارا معاشرہ بگڑا ہوا ہے۔

یہ بگڑا ہوا معاشرہ کس سے بنا ہے ؟ ہم بگڑے ہوئے لوگوں سے بنا ہے، ہم بُرے ہوئے اِس معاشرے کو بُرا کیا، معاشرہ بُرا ہوا ہمارے اوپر ہمارے اندر ہی سے حکمران آئے جو بُرے تھے اسی معاشرے سے یہ حکمران پیدا ہوئے۔ یہ آسمان سے نازل نہیں ہوئے یہ زمین کے اندر سے نہیں نکلے یہ ہمارے معاشرے میں رہنے والے ہیں جیسے ہم ہیں ویسے وہ ہیں!

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں دیکھیں تعجب کی بات ہے میرے بھائیو کہ اس بہترین دور میں سیدنا ابو بکر صدیق موجود ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں آخر یہ کیا وجہ تھی کہ اس بہترین دور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ نہیں ہیں آپ حکمت جانتے ہیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہو سکتے تھے یا نہیں ہو سکتے تھے ؟ ہو سکتے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے کیوں ہیں؟

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جب بہترین لوگ ہوتے ہیں ناں تو اُن کے سر پر اُن میں جو سب سے زیادہ بہترین ہے اُس کو اللہ تعالیٰ بٹھا دیتا ہے، اُس کے ہاتھ میں حکمرانی دے دیتا ہے جو سب سے اچھا ہے اور جب بدترین لوگ ہوں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اُن میں جو سب سے بدترین ہو گا وہی اُن کے سر پر بٹھا دیتا ہے، اُن کے عذاب کے لیے کہ ابھی وقت ہے اپنے آپ کو سنبھالو ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ (الرعد:11) (اللہ تعالیٰ اُس وقت تک کسی قوم میں تبدیلی نہیں لاتا جب تک وہ قوم اپنے اندر تبدیلی نہ لے کر آئے)۔

آج ہم تبدیل ہوئے ہیں لیکن کیسے تبدیل ہوئے ہیں کیا باطل چھوڑ کر حق کو اپنایا ہے ہم نے ؟شرک کو چھوڑ کر توحید کو اپنایا ہے ؟کفر کو چھوڑ کر ایمان کو اپنایا ہے ؟بدعت کو چھوڑ کر سنت کو اپنایا ہے ؟

نہیں !یہ پہیہ الٹا چلتا ہوا نظر آتا ہے توحید کو چھوڑ کر شرک کی طرف امت جارہی ہے، سنت کو چھوڑ کر بدعت کی طرف امت جارہی ہے، حق کو چھوڑ کر امت باطل کی دلدل میں غرق ہو چکی ہے اور غرق ہوتی جارہی ہے۔

آپ کیا سمجھتے ہیں ہمارے معاشرے کو دیکھیں اس معاشرے پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا انسان ہونا چاہیے حکمران ؟!میرے بھائی عقلیں کہاں گئیں لوگوں کی !ہم بُرائی کرنے کے لیے کبھی سوچتے نہیں ہیں لیکن جب حکمران کی باری آتی ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں !اس کو سب سے اچھا ہونا چاہیے۔ کیسے اچھا ہونا چاہیے اس کو یہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی حکمت ہے کہ ان بدکاروں پر سیدنا ابو بکر صدیق جیسا کوئی حکمران آجائے ؟!

آپ شریعت کا نفاذ کرنا چاہتے ہیں سب سے پہلے یہی عوام رکاوٹ بنے گی وہ کہتے ہیں ''کس شریعت کی بات کرتے ہو میاں ہم تو رہ نہیں سکتے بغیر سود کھانے کے، یہ بینکس کہاں جائیں گے ہم اس کے بغیر رہ نہیں سکتے اس نظام کو چلنے نہیں دیں گے ہم''۔ میرے بھائی جن کے لیے نظام بنائے ہیں وہ چلنے نہیں دیں گے تو آپ اکیلے کرسی پر بیٹھ کر حکمرانی کریں گے !

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں جو کوشش کی تھی کہ مکہ کی سرزمین سے توحید کا نور نکلے اور مکہ سے ہی دعوت توحید پھیلے مکہ کا انتخاب کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مکہ میں کامیاب نہ ہوئے پھر نکلے طائف کی طرف (طائف مکہ کے زیادہ قریب ہے) اور جب مکہ سے یہ دعوت کامیاب نہ ہوئی تو طائف کی طرف جاتے ہیں وہاں کے لوگ بھی تھوڑے سے سخت ہیں اور اگر وہ لوگ اس دین کو اپنا لیں توحید کو اپنا لیں تو وہ بڑے محنتی لوگ اور ہیں بڑی محنت کرنے والے ہیں تو دعوت توحید جو ہے اس کا اثر اچھا ہو سکتا ہے اچھے طریقے سے آسانی سے پھیل سکتی ہے۔ انہوں نے بھی ریجکٹ (reject) کیا۔

اب دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کچھ اور چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ چاہتے تھے مدینے کی طرف آئیں اور مدینہ (یثرب) جو ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گمان میں بھی نہ تھا کبھی سوچا نہیں تھا مدینہ کے متعلق۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے طائف والے سارے مسلمان ہو جائیں، اللہ

تعالیٰ چاہتا تھا اس میں سے ایک غلام، کرسچن غلام مسلمان ہو، اب ایک غلام تھا جو مسلمان ہوا طائف کے سفر میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسا راستہ آسان کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہ دعوت کامیاب کہاں پر ہوئی؟ مدینہ میں ہوئی۔

آپ جانتے ہیں فرق کیا ہے مکہ، مدینہ میں؟ مکہ میں دعوت کیوں کامیاب نہ ہوئی؟ آپ صلی علیہ وآلہ وسلم کی دعوت تو وہی ہے ناں دعوت میں کوئی تبدیلی آئی؟ وہی دعوت ہے توحید کی اور نماز بھی سن 2ھ میں جو نماز کی فرضیت کے طریقے ہیں جو تفصیل ہے 2ھ میں ہوئی، روزہ بھی 2ھ میں، زکوۃ بھی 2ھ میں، حج 9ھ میں سات سال کے بعد۔ تو وہی باتیں جو مکہ میں تھیں وہی مدینہ سے ان ہی باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے continue رکھا۔ پھر فرق کیا تھا؟ وہاں سے عقیدے کے متعلق تو کافی ڈیٹیل (detail) تھی مکہ میں بھی، وہی طریقہ وہی دعوت مدینہ میں بھی تھی فرق یہ تھا کہ وہاں پر قبول کرنے والے نہ تھے اور یہاں پر قبول کرنے والے تھے۔ اور جب قبول کیا دعوت کو تو اس پر عمل بھی کیا کہ نہ کیا؟ میرے بھائی دعوت کرنا آسان ہے دعوت کو قبول کر کے عمل کرنا بہت مشکل ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ جب معاشرہ بدکار معاشرہ ہے تو ان کے حکمران بھی ویسے ہی ہوں گے اور جب یہ معاشرہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بن جاتا ہے اور یہ معاشرہ تب اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بن جائے گا جب میں اور آپ اور آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جائیں گے جب تبدیل میں ہوں گا، آپ ہوں گے، آپ ہوں گے، آپ ہوں گے یہ بُرا معاشرہ ہم بُروں سے ہی بنا ہے جب ہم اچھے ہوں گے معاشرہ بھی اچھا ہو گا، جب معاشرہ اچھا ہو گا تو پھر امت میں عزت اور کامیابی اور کامرانی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے آپ میں وہ اچھی تبدیلیاں لائیں اپنے اندر جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور جن سے ہم اس معاشرے کو بھی اچھا کر سکیں اور جن سے ہماری امت بھی پھر سے دوبارہ ایک مرتبہ پھر سر اٹھا کر عزت اور کامرانی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے اور اس کا وجود بھی بااثر وجود ہو اس دنیا میں۔ آمین۔

حدیث کی طرف واپس آتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ جاہلیت کے امور میں سے ہیں میری امت جو ہے ان کو چھوڑے گی نہیں۔ سبحان اللہ، یعنی ایسی عجیب وغریب باتیں ہیں یہ، ہیں جاہلیت سے لیکن میری امت

کے اندر یہ ہر زمانے میں یہ چیزیں موجود ہوں گی، سبحان اللہ۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تا قیامت موجود ہے تو جب امت جب تک موجود ہے تو یہ چار چیزیں ہوں گی، یہ چار چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی تھیں بہترین زمانے میں اور آج ہمارے زمانے میں بھی موجود ہیں:

1۔ "الفَخْرُ بِالأَحْسَابِ"۔ حسب اور نسب جو ہے ایک اچھی چیز ہے، حسب جو ہے انسان کی ذات انسان کو اللہ تعالیٰ نے کسی اچھے قبیلے میں پیدا کیا ہے یہ اچھی چیز ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کس اعتبار سے اچھی ہے؟ کہ لوگ جو اچھے حسب والے ہوتے ہیں وہ اپنی زندگی جو ہے وہ اچھے طریقے سے گزارتے ہیں۔ یعنی کوئی atticates ہوتے ہیں زندگی میں، ان کے بات کرنے کا طریقہ بات کرنے کا سلیقہ، ان کے سوچ و بچار اچھے ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم بات کرنے میں غلط کریں یا ہمیں زندگی بسر کرنے کی اچھی عادات اور تقالید نہ ہوں تو لوگ ہمارے اوپر ہنسیں گے مذاق کریں گے تو اس اعتبار سے تو اچھی بات ہے لیکن اس اعتبار سے بُری بات ہے کہ اس پر فخر کیا جائے کہ میں فلاں قبیلے سے ہوں اور تم فلاں قبیلے سے ہو اس لیے میں superior ہوں تم inferior ہو (میں اوپر ہوں اور تم نیچے ہو) اور یہ سوچ جاہلیت میں موجود تھی۔

ابو جہل اور اس کے ساتھی وہ کہتے تھے کہ ہم قریش سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے جو لوگ حج کے لیے آنا چاہتے ہیں کعبے کا طواف کریں گے وہ ذلیل ہو کر طواف کریں گے۔ کیسے؟ برہنہ، وہ کپڑے اتار کر طواف کریں گے مرد بھی عورت بھی۔ کیوں؟ کیونکہ ان کا نسب ہمارے نسب جیسا نہیں ہے ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم قریشی ہیں۔ سبحان اللہ

تو یاد رکھیں جس نے بھی اپنے حسب اور نسب پر فخر کیا اور یہ سمجھا کہ میں فلان مسلمان سے زیادہ بہتر ہوں تو وہ ابو جہل کا ساتھی ہے۔ کس اعتبار سے؟ کافر نہیں ہے وہ لیکن اس اعتبار سے کہ وہ اپنے حسب اور نسب کو افضل، بہتر سمجھتا ہے جیسا کہ جاہلیت کے دور میں ابو جہل اور اس کے ساتھی اور دیگر جاہلیت میں جو لوگ رہتے تھے وہ اسے اچھا سمجھتے تھے۔

2۔ دوسری بات (یہ تو ایک طرف تھا کہ اپنے حسب اور نسب کو اچھا جاننا) یہ کہ دوسروں کو اپنے حسب اور نسب کی وجہ سے گھٹیا سمجھنا اور ان کا نقص اور عیب بیان کرنا کہ فلاں شخص جو ہے وہ جوتوں کا کام کرتا ہے وہ موچی ہے وہ inferior ہے، فلاں شخص جو ہے وہ لکڑی کا کام کرتا ہے تو وہ لکڑہارا ہے وہ inferior ہے، فلاں شخص جو ہے وہ برتنوں کا کام کرتا ہے وہ کمہار ہے وہ inferior ہے یعنی معاشرے میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔

بعض لوگ ان کو اچھوت سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ ہندوؤں میں تو موجود ہے ہندوؤں کے بنیادی عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ بھی ہے "کہ لوگ برابر نہیں ہیں بعض لوگوں کو براہما نے اپنے سر سے پیدا کیا وہ براہمن ہیں وہ سب سے اونچے ہیں، بعض لوگوں کو براہما نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لڑائی، جھگڑے اور ڈیفنس کا کام کرتے ہیں فوجی جو ہیں، بعض لوگوں کو پیٹ سے پیدا کیا یہ وہ لوگ ہیں جو بزنس مین ہیں جو بزنس کرتے ہیں تجارت کرتے ہیں، اور بعض لوگوں کو براہما نے اپنے پاؤں سے پیدا کیا یہ وہ شودر لوگ ہیں جو بدترین لوگ ہیں جو صرف پاؤں کے تلے روندے جاتے ہیں جن کی جگہ معاشرے میں ویسے ہے جیسے جسم میں پاؤں کی جگہ ہے"۔

بلکہ میں سمجھوں گا کہ انسان کے جسم میں پاؤں جو ہے وہ ایک عزت رکھتا ہے کیونکہ اگر چوٹ لگے تو انسان پاؤں کو پکڑتا تو ہے یہ وہ لوگ ہیں جو پاؤں سے بھی گئے گزرے ہیں جو اس معاشرے میں رہتے ہیں اسی کے متعلق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ کسی شخص کو اس کے حسب اور نسب اور اس کی حیثیت کے مطابق اس پر طعن نہ کریں اس پر تنقیص نہ کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ چاہے جسے چاہے فلان گھر میں پیدا کرے، جسے چاہے فلان گھر میں پیدا کرے۔

اب ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں ہمارا کوئی کمال ہے اس میں؟ بچہ یہودی گھرانے میں پیدا ہوتا ہے، ہندو بچہ ہندو گھرانے میں پیدا ہوتا ہے اس میں اس کا کوئی نقص ہے اس کا کوئی جرم ہے؟ ہمارا کوئی کمال نہیں اور اس کا کوئی جرم نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے ہیں سوال ان سے سخت لیا جائے گا۔ یادرکھیں یہ نعمت ہے اسلام کی نعمت ہمیں مفت وراثت میں ملی ہے اور نعمتیں جتنی بڑھتی جاتی ہیں اتنا ہی سخت سوال ہوگا یادرکھیں ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾(التکاثر:8) ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا اور سب سے بڑی نعمت اسلام اور ایمان کی نعمت ہے۔

3۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ستاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا۔

یہ عقیدہ کہ ستاروں کی وجہ سے بارش برستی ہے یہ عقیدہ جاہلیت میں بھی موجود تھا اور بعض لوگوں میں یہ عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھا اور آج کے دور میں بھی موجود ہے تو یہ عقیدہ رکھنا جاہلیت کے عقائد میں سے ہے باطل عقیدہ ہے۔

اس تفسیر ذرا سمجھیں آگے بھی آئے گی کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں تارے جو ہیں ان تاروں کی وجہ سے بارش آئی ہے یعنی بارش کا تعلق اس تارے سے ہے جب وہ تارا چاہے بارش آتی ہے جب نہ چاہے بارش نہیں آتی یہ شرک اکبر ہے کفر یہ عقیدہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تارے حرکت کرتے ہیں جب یہ تارا یہاں سے حرکت کر کے وہاں پر جاتا ہے تو بارش آتی ہے اس عقیدے میں کوئی حرج نہیں ہے یاد رکھیں۔ کہ تارے حرکت کرتے ہیں کیونکہ تارے کی حرکتوں سے پتہ لگایا جاتا ہے کہ جب یہ تارا یہاں سے وہاں تک پہنچے گا تو بارش آنے کے امکانات ہوتے ہیں اور تجربے کی بنیاد پر دیکھا گیا ہے کہ بارش ہوتی ہے تو اس تجربے کی بنیاد پر وہ کہتے ہیں بارش ہوتی ہے۔اب یہاں پر یہ عقیدہ نہیں ہے ان کا کہ تارے جو ہیں وہ بارش کے مالک ہیں تارے ہی بارش برساتے ہیں، ہر گز نہیں! ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو تاروں کو حرکت دیتی ہے وہی ذات مالک ہے ان کی لیکن سبب بنا ہے کہ جب تارا یہاں سے وہاں پر آتا ہے بارش آتی ہے ہمارا دل خود دھڑکتا ہے۔

دل خود دھڑکتا ہے ہمارا اللہ تعالیٰ کے حکم سے دھڑکتا ہے تو حقیقتاً ہماری زندگی کا مالک دل نہیں ہے دل سبب ہے اس زندگی کا سانس لینے کا اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہے تو سبب کو سبب جاننا شرک نہیں ہوتا۔ تو اس لیے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے بھی جو باب باندھا ہے تو کفر کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تاروں کی حرکت کی وجہ سے بارش آتی ہے یہ نہیں کہ تارے خود مالک ہیں بارش کے تو یہ فرق ہے دونوں عقائد میں۔

4۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جاہلیت کے امور میں سے جو میری امت نہیں چھوڑے گی نوحہ کرنا۔

محرم کا مہینہ چل رہا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ رافضی جو ہیں وہ اس مہینے میں خاص طور پر پہلے دس دنوں میں نوحہ کرتے ہیں۔ نوحہ کا مطلب ہے بلند آواز میں رونا، چیخنا، پکارنا اپنے غم کا اظہار کرنا یہ نوحہ ہوتا ہے اور عام طور پر عورتیں جو ہیں وہ اس میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں کیونکہ عورت کمزور ہے برداشت کا مادہ کم ہے، صبر کا مادہ کم ہے عورت میں تو اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو سب سے زیادہ واویلا کرنے والی چیخ و پکار کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں۔

تو نوحہ کرنے کا اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "النَّائِحَةُ" نوحہ کرنے والے مرد بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی ہوتی ہیں لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ عورتیں زیادہ ملوث ہوتی ہیں دیکھا یہ گیا ہے کہ رافضی جو ہیں وہ مرد

زیادہ نوحہ کرتے ہیں اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ روڈ پر آتے ہیں روتے ہیں چیختے ہیں اپنے آپ کو سَنگل مارتے ہیں، اپنے آپ کو تمانچے مارتے ہیں یہ نوحہ ہے (یہ نوحہ نہیں نوحہ پلس ہے یہ نوحے کو بھی پیچھے چھوڑ چکے ہیں)۔ مرد جن کو عقل والا سمجھا جاتا ہے حکمت والا سمجھا جاتا ہے وہ ایسا کام کریں گے ! سبحان اللہ۔

اس لیے دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ" (اگر نوحہ کرنے والی عورت توبہ نہ کرے نوحہ کرنے سے) "قَبْلَ مَوْتِهَا" (اپنی موت سے پہلے) "تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (قیامت کے دن)۔ دیکھیں بھئی دوبارہ زندہ ہوں گے کہ نہیں ؟! دوبارہ زندہ ہوں گے، تو وہ عورت اس حالت میں دوبارہ زندہ ہو گی میدان محشر میں "وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ" (شلوار گندھک کی)۔ گندھک جانتے ہیں جس سے یہ روڈ بنتے ہیں لک جسے کہتے ہیں یہ جو کالی ہے اسے لک، قطران کہا جاتا ہے (گندھک)۔ یہ جب ہاتھ کو لگ جائے تو یہ جسم کا ٹکڑا چلا جاتا ہے اس کے ساتھ پتہ ہے اتنی گرم ہوتی ہے یہ ! آپ جب گاڑی پر جا رہے ہوتے ہیں اور کبھی کوئی روڈ بن رہا ہوتا ہے تو آپ گاڑی کے اندر بیٹھ کر اس کے سیک کو محسوس کیا کریں یہ کہ کتنا گرم ہوتا ہے، وہ اس کا سیک آپ کو گاڑی کے اندر محسوس ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس عورت کے جو کپڑے ہوں گے (ذرا غور کریں) شلوار اس گندھک کی ہو گی جس سے اس کا جسم پگھل جائے گا۔ کُرتا کیا ہو گا شلوار ہے تو کُرتا بھی ہونا چاہیے ناں ؟! پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ" عورت کا جو کُرتا ہو گا سینے پر کیا پہن کر آئے گی ؟ جرب۔ جرب کہتے ہیں شدید خارش کی بیماری کو۔ خارش تھوڑی سی آتی ہے نا، کتنی کی تکلیف ہوتی ہے اگر یہ خارش کُرتا بن جائے آپ تصور کر سکتے ہیں ! اور جرب اس خارش کو کہتے ہیں جو اچھوت ہوتی ہے "جرب کی بیماری"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، ایک عمل کیا ہے اس عورت نے جو اس کو چھوٹا نظر آتا تھا اس کی سزا کتنی بڑی ہے قیامت کے دن ! میدان محشر میں پوری دنیا دیکھے گی اس عورت کو قطران کی شلوار ہو گی اور جرب کا کُرتا ہو گا، نیچے والا جسم پگھل رہا ہے اور اوپر والے اپنے جسم کو نوچ دے گی خارش سے ! آپ جانتے ہیں خارش ہونا عام نہیں ہے نوچ دے گی اپنے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔

کیوں ؟ "الجزاء من جنس العمل" جیسا دنیا میں اس نے کیا ویسا آخرت میں کرے گی، دنیا میں نوحہ کر کے اس نے اپنے جسم پر تمانچے مارے تھے نوچا تھا ناں قیامت کے دن بھی یہی سزا ہو گی۔ جب غصے کی آگ کو ٹھنڈا نہیں کر سکے صبر کر کے تو

ان کو شلوار آگ کی پہنائی جائے گی (قطران کی) اور جب اپنے سینے پر تمانچے مارتے تھے تو صرف تمانچے نہیں ماریں گے جسم کو نوچیں گے اور خارش سے نوچیں گے۔ تو آج یہ نوحہ کرنے والے اچھی طرح سن لیں چاہے وہ رافضی ہوں یا چاہے وہ بعض سنّی ہوں، بعض سنّی بھی یہ کام کرتے ہیں تعجب کی بات ہے! وہ کہتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں تو اپنے آپ کو مار کر اس دکھ کا ازالہ کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

یہ سزا ہے اللہ کی قسم یہ سزا ہے اُن کے لیے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ہاتھوں سے سزا دیتا ہے اور قیامت کے دن اس سے بڑی سزا ہو گی ان کے لیے۔ اچھی طرح سن لیں شلوار ہو گی آگ کی (قطران کی) اور کُرتا ہو گا جرب کا۔ عورتیں تو کم عقل ہیں ان مردوں کا کیا حال ہو گا جو نوحہ کرتے ہیں! واضح ہے کہ اُن کا حشر اِن سے بھی زیادہ بُرا ہو گا۔

ایک فائدے کی بات یہاں پر میں بتا دوں بعض لوگ کہتے ہیں"کہ آج دنیا میں جاہلیت عام ہو گئی ہے"۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں اور تکفیری لوگ جو ہیں وہ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ آج جتنے بھی لوگ مسلمان موجود ہیں سب جاہلیت میں ہیں اور مسلمان نہیں ہیں اور یہ ان کی کتابوں میں موجود ہے اُن کے لیکچرز میں موجود ہے۔ اِس وجہ سے وہ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں پھر دروازہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کے قتل عام کا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ کافر کی مدد کرنے والا کافر ہے اس لیے یہ بھی کافر ہے۔

جاہلیت معاشرے میں، کسی ملک میں، افراد میں ہو سکتی ہے لیکن پوری امت میں کبھی نہیں ہو سکتی یاد رکھیں کہ سارا کا سارا معاشرہ بگڑا ہوا ہے یا اکثر لوگوں میں جاہلیت ہے، ہر گز نہیں! یاد رکھیں آج بھی اس بُرے ماحول میں بھی اکثر لوگوں میں شرک، بدعات اور خرافات پائی جاتی ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہیں گے یہ جاہلیت ہے، یہ سارے کافر ہو گئے ہیں کیونکہ کفر کے لیے حجت قائم کرنا ضروری ہے یاد رکھیں آپ بغیر حجت قائم کرنے کے کسی پر کفر کا فتویٰ بعینہ نہیں کر سکتے کہ فلاں شخص کافر ہو گیا ہے، یہاں پر تو امت کو کافر کہا جا رہا ہے!

سوال: بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان حکومت کیوں کاروائی نہیں کرتی؟

جواب: مسلمان کیا کاروائی کرے مسلمان حکومت کسی کے ہاتھ باندھ سکتی ہے! مسلمان حکومت کو روک تھام کے جو سکیورٹی کے اقدامات ہیں وہ کر رہی ہے باقی تو کسی کے دل کو تو نہیں پھیر سکتی نا! اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کل جتنے بھی یہ کام ہو رہے ہیں یہ ناقص ہیں۔ آپ اگر ان لوگوں کو جو دہشت گرد ہیں ان کا خاتمہ چاہتے ہیں تو خاتمہ دو

طریقے سے ہوتا ہے، ایک خاتمہ ہوتا ہے کہ ان کو سزادی جائے ختم کردیا جائے۔دوسرا ان کے دل کو سدھارا جائے علم کے نور کے ساتھ۔یعنی آپریشن کرنا یہ حل ہے لیکن ناقص حل ہے، مشکل یہ ہے کہ ہمارے مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے ؟!ہمارے اسکولوں میں کیا پڑھایا جاتا ہے ؟!یہی پڑھایا جاتا ہے۔آج گھر گھر کے اندر طالبان پیدا ہو رہے ہیں، گھر گھر کے اندر!آپ کس کس کو مارتے رہیں گے ؟!جب تک آپ صحیح تعلیمات، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح تعلیمات نہیں دیں گے ،اُن کو عام نہیں کریں گے تو آپ کی یہ جنگ ناقص جنگ ہے اس میں کامیابی نہیں ملنے والی ۔آج آپ خاتمہ کردیتے ہیں پانچ سال کے بعد دوبارہ اس سے بھی زیادہ لوگ آجائیں گے، کیا کریں گے آپ؟!

اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں سے اسٹارٹ کیا کہاں سے ابتداء کی؟دل سے ابتداء کی دل میں تبدیلی آئی، جب دل میں تبدیلی آئی تو پورے جسم پر اس کا اثر ہوا جب دل اچھا ہوا تھا پورا جسم اچھا ہوا اس کا اثر پورے جسم پر ہوا۔

آج ہم الٹا چل رہے ہیں ہم جسم کو اچھا کرنا چاہتے ہیں جسم کیسے اچھا ہوگا؟!جسم اس وقت تک اچھا نہیں ہو سکتا جب تک کہ دل اچھا نہ ہو،ہاں یہ جسم کٹ سکتا ہے آپ جسم کے ٹکڑے ٹکرے کرلیں گے جیسا کہ ہو رہا ہے آپ دلوں کو تبدیل نہیں کر سکتے دلوں کو تبدیل کرنا ہے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا پڑے گا،قرآن اور سنت پر عمل کرنا پڑے گا صحابہ کرام اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق۔

قرآن اور سنت اپنی مرضی سے ہم نہیں سمجھیں گے کیونکہ جتنے لوگوں سے غلطی ہوئی جو راہ راست سے ہٹے ہیں جو بہتّر فرقے جہنم کی طرف جارہے ہیں جیسا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی من مانی سے اپنی مرضی سے قرآن اور سنت کو سمجھنا چاہتے ہیں اور ایک فرقہ جو ہے جو اس تہتّر میں سے جو ایک جنت میں جائے گا یہ وہ فرقہ ہے جو قرآن اور سنت کو سمجھتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ سے،اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" (جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ چھپا ہوا نہیں ہے مخفی نہیں ہے کسی سے بالکل واضح ہے اسی راستے کو اپناؤ، نماز بھی صحابہ کرام کی طرح پڑھو(نماز نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم)اور جہاد بھی صحابہ کرام کی طرح کرو(جہاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

اس حدیث میں اہم پیغامات ہیں:

1۔ جاہلیت کے امور سارے کے سارے باطل ہیں ،الا یہ کہ جس کی اسلام نے وضاحت کی ہے۔ کیونکہ بعض جاہلیت کے امور کو اسلام نے جاری رکھا جیسا کہ بہادری ہے۔ جاہلیت میں بہادر تھے کہ نہیں؟ بہادر تھے وہ لوگ تو شریعت نے اس کو برقرار رکھا۔اور بعض ایسے امو جاہلیت میں تھے جیسا کہ وفاداری،امانت داری، مہمان کی اچھی مہمان نوازی یہ سب جاہلیت میں بھی موجود تھا لیکن کیا اسلام نے مخالفت کردی ہے؟! نہیں۔

2۔ حسب اور نسب پر فخر کرنا حرام ہے۔

3۔ کسی شخص کو اس کے نسب کی وجہ سے کمی سمجھنا یا طعنہ کرنا حرام ہے۔

4۔سب سے اچھا انسان وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں جو سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار رہے﴿ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ﴾(الحجرات:13)۔

5۔ جس نے تاروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھا ہے کہ تارے بارش اور رزق کے اور نفع و نقصان کے مالک ہیں تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے شرک اکبر ہے۔

6۔نوحہ کرنا حرام ہے۔

7۔ عورتیں زیادہ خطرے میں ہیں۔ نوحے کے متعلق عورتیں جو ہیں وہ زیادہ خطرے میں ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی طرف اشارہ کیا۔

8۔میدان محشر کا ثبوت۔ بعض لوگ جو انکار کرتے ہیں ناں کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے تو یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو ہیں بعث کا ثبوت بھی ہے کہ دوبارہ زندگی ہوگی اور میدان محشر کا ثبوت بھی ہے۔

9۔قطران کی شلوار اور جرب کی قمیض بعض لوگوں کو پہنائی جائے گی قیامت کے دن۔

10۔توبہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ روح نکلنے سے پہلے جب روح حلق تک پہنچتی ہے پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

11۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور آیت کا ثبوت اس حدیث میں کہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ویسا ہوا کہ نہ ہوا آج کے دور میں یہ چیزیں موجود ہیں کہ نہیں؟ موجود ہیں، یہ آیت تھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

12۔ بعض مسلمانوں میں جاہلیت کی عادات پائی جاتی ہیں اُن میں سے یہ چار بھی موجود ہیں۔

13۔ سزائیں چار قسم کی ہیں، سزا جو ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چار قسم کی ہیں (۱) یا تو دنیا میں ہوتی ہے مصیبتوں میں مبتلا کر کے، تکلیفوں میں مبتلا کر کے۔ (۲) برزخ میں ہوتی ہے قبر کے عذاب کی صورت میں۔ (۳) قیامت کے دن میدان محشر میں ہوتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے کہ نوحہ کرنے والی عورت کو قطران کی شلوار اور جرب کا کُرتا پہنایا جائے گا۔ (۴) اور آخر میں جہنم میں۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ اگلی حدیث کو بیان کریں گے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (061.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio